وقف: قرآن و حدیث کی روشنی میں

عادل حسین وگے

Ibnahad4765@gmail.com

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی، اونتی پورہ (کشمیر)

ڈاکٹر غلام نبی

nabeeliust@gmail.com

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی، اونتی پورہ (کشمیر)

نصیر الاسلام

naseermalik88@gmail.com

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، اسلامک یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی، اونتی پورہ (کشمیر)

وقف اسلامی شریعت کے اہم ترین اداروں میں سے ایک ہے جو معاشرے کے سماجی اور معاشی تانے بانے کی تعمیر نو کی بے پناہ صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ ادارہ مذہبی، سماجی، معاشی، ثقافتی اور انسانیت کی مختلف جہتوں کے ساتھ انسانی انحصار، سخاوت، رواداری اور یکجہتی کی زندہ مثال ہے۔ اس میں غریبوں کی بنیادی ضروریات بشمول لباس، خوراک اور رہائش کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ صحت اور تعلیم سمیت عوامی اشیاء اور خدمات کو دستیاب کرنے کی صلاحیت ہے۔ وقف، اسلام میں سب سے مناسب انفاقی ادارہ ہے کیونکہ یہ وسیع پیمانے پر ضروریات کو پورا کرتا ہے اور جو درحقیقت رحم دلی اور ہمدردی کی اسلامی اقدار کی مثال ہے[1]۔ وقف خاندان کی فلاح و بہبود کے ساتھ ساتھ لوگوں کو غربت سے بچانے کو ترجیح دیتا ہے۔ وقف کو صدقہ جاریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ وقف اخوت کے احساس کو فروغ دیتا ہے، یتیموں، بیواؤں اور غریبوں کو آمدنی کا ایک مستحکم ذریعہ فراہم کرتا ہے،

---

[1] Topbas, Osman Nuri, *Endowment, Charity and Service in Islam*, Istanbul: Erkam Publications, 2009, p.18

اور یہ رحم دلی کا ایک اہم عمل ہے۔[۲] وقف کی جمع اوقاف ہے، جو بنیادی لفظ "وَقَفَ" سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں "رکنا" اور "برقرار رہنا"۔[۳] تکنیکی معنوں میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اثاثے وقف کیے گئے ہیں انہیں کسی دوسرے شخص کو منتقل کرنے سے روکا جائے گا، وقف اصطلاح میں وہ عمل ہے جس کا مطلب ہے کسی بھی خیراتی، مذہبی، تعلیمی، سماجی یا فلاحی مقصد کے لیے منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کو مستقل طور پر عطیہ کرنا۔[۴] شرعی نقطۂ نظر سے وقف کی تعریف یہ کی جاسکتی ہے کہ "اصل مال کو بچا کے رکھنا تاکہ اسکی آمدنی کو نیکی اور انسان دوستی کی نمائندگی کرنے والے مقصد کے فائدے کے لئے بار بار استعمال کیا جاسکے یا کسی چیز کی منفعت کو اللہ کی راہ میں صدقہ کردینا اور اصل کو اپنی ملک یا اللہ کی ملک میں رکھنا"۔ اقتصادی نقطۂ نظر سے وقف کھپت سے فنڈز (اور دیگر وسائل) کو منتقل کرنے اور انہیں پیداواری اثاثوں میں سرمایہ کاری کرنے کا ایک ذریعہ ہے جو افراد یا افراد کے گروہوں کے ذریعہ مستقبل کی کھپت کے لیے یا تو فائدہ یا آمدنی فراہم کرتا ہے۔[۵]

وقف کا تصور اسلام نے دیا ہے، کیونکہ یہ قبل از اسلام عرب میں اس طرح موجود نہیں تھا جس طرح اسلام نے اسے قائم کیا ہے۔ صدقہ وخیرات کے احکام اور نیک اعمال قرآن میں وقف کے قیام کے لیے قانونی بنیاد کے طور پر شمار کیے گئے ہیں، اس حقیقت کے باوجود کہ وقف کے ادارے کے بارے میں تفصیل براہ راست قرآن میں بیان نہیں کی گئی ہے۔[۶] اس کی مشروعیت کی تائید ان احادیث نبویہ ﷺ سے ہوتی ہے جو بار بار صدقہ وخیرات کی ترویج کرتی ہیں اور اس کے لیے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی طرف سے اسلام کے طلوع آفتاب کے وقت قائم کردہ وقف کی مثالیں ہیں۔[۷] قرآن میں وقف کے ادارے کا کوئی خاص حوالہ نہیں ہے، حالانکہ اسلام میں

---

(۲) ڈاکٹر فضل الٰہی خان، آغاز اسلام میں وقف اسلام کا اثر ونفوذ، ص ۳۲۱

(۳) ابن منظور، لسان العرب، بیروت، ۱۹۶۸ء، جلد ۹

(۴) Hussain, Munawar, *Muslim Endowments, Waqf Law and Judicial Response in India*, New York: Routledge, 2021, p.1

(۵) Kahf, Monzer, "Financing the Development of Awqaf Property," *The American Journal of Islamic, Social Sciences*16:4, pp 41-43.

(۶) Hussain, Munawar, *Op.Cit.*, p.XIV

(۷) *Idem.*, p. XIV

خیراتی احکام موجود ہے۔ تاہم ابتداء سے ہی وقف کو شریعت میں بڑی اہمیت حاصل ہوئی ہے جس کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کی سب سے اہم شاخ وقف کا قانون ہے۔[۸] قرآن مجید میں "البر" اور "الخیر" جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو نیکی، اخلاقیات اور خیرات سے متعلق ہیں اور وقف کے بارے میں بالواسطہ حوالہ جات اور احکام دینے کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ لہذا اصول وقف قرآن کی متعدد سورتوں میں پائے جانے والے اخلاقی اور خیرات کے بارے میں ہیں۔[۹] ان احکامات کا استعمال وقف ادارے کی قانونی حیثیت اور جواز کا تعین کرنے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔[۱۰] ذیل میں قرآن مجید کی کچھ آیات ہیں جو وقف کے حوالے سے تقریباً تمام کاموں میں علماء نے بیان کی ہیں۔

لَّيْسَ الْبِرَّ أَن تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ۔

(نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے۔ اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو اسے وفا کریں اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق وباطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں)[۱۱]

یہاں اس آیت میں مشرق یا مغرب کی طرف منہ موڑنے کو مثالی مقاصد کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت کا اصل پیغام اس حقیقت پر روشنی ڈالنا ہے کہ صرف بعض رسومات پر عمل کرنا،

---

(۸) Taher, Mohammed. *Islamic Institutions*, Ed, New Delhi, Anmol Publications, 1998, p. 321

(۹) Hussain, Munawar. *Op. Cit.*, p.2.

(۱۰) Laluddin, Hayatullah. *et el*, Revisiting the Concept of Waqf: Its Maintenance, Issues and Challenges, *International Journal of Islamic Thought*. Vol. 20,2021, pp.53-64

(۱۱) البقرہ:۱۷۷

بعض رسمی مذہبی اعمال کو ہم آہنگی کے ساتھ انجام دینا اور تقویٰ کی بعض معروف شکلوں کا مظاہرہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ضروری راست بازی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ قرآن مجید نے وقف کے اصول کو مزید واضح کیا ہے، جن پر وقف کرنے سے پہلے غور کرنا ضروری ہے۔ قرآن یہاں وقف سے مستفید ہونے والوں کو ہدف بناتا ہے جن کی وضاحت سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱۵ میں کی گئی ہے:

یَسْأَلُونَکَ مَاذَا یُنفِقُونَ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْأَقْرَبِینَ وَالْیَتَامَىٰ وَالْمَسَاکِینِ وَابْنِ السَّبِیلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَیْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِیمٌ۔[۱۲]

(آپ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تم فرماؤ: جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لیے ہے اور تم جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے)

اس آیت کا زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کی حد مقرر ہے اور اس کے تحت خرچ کرنے کا واجب تناسب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مکمل طور پر متعین کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے مراد رضاکارانہ خیرات (الصدقۃ النافلہ) ہے۔ اس سے یہ شک بھی دور ہوتا ہے کہ آیت نمبر ۲۱۵ کے تحت والدین پر خرچ کرنے والوں کے طور پر شامل کیا گیا ہے، حالانکہ والدین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَکُم مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِیهِ إِلَّا أَن تُغْمِضُوا فِیهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِیٌّ حَمِیدٌ۔[۱۳]

(اے ایمان والو! اپنی پاک کمائیوں میں سے اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) کچھ خرچ کرو اور خرچ کرتے ہوئے خاص ناقص مال (دینے) کا ارادہ نہ کرو حالانکہ (اگر وہی تمہیں دیا جائے تو) تم اسے چشم پوشی کیے بغیر قبول نہیں کروگے اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ، حمد کے لائق ہے)

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم اور ترغیب دیتا ہے کہ وہ صدقات میں ایمانداری کا مال خرچ کریں نہ کہ ناجائز ذرائع سے کمائے گئے مال کو۔ لہٰذا اس آیت کے مطابق اسلام اس بات پر زور دیتا ہے

---

(۱۲) البقرہ: ۲۱۵

(۱۳) البقرہ: ۲۶۷

کہ صدقہ میں دیا جانے والا مال حلال آمدنی سے ہونا چاہیے۔

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

(تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک تم اپنی پسند کی چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے)[۱۴]

اس آیت کا مقصد راست بازی کے تصور کو عام کرنا ہے۔ نیکی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب مومن کوئی ایسی چیز خرچ کرتا ہے جو اس کے دل کے قریب ترین ہو۔ نیکی کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین عطیات دیے جائیں۔

تاریخی طور پر وقف کی ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی واضح ہدایات سے ملتی ہے۔ غلام عبدالحق محمد امام ابو یوسف کے حوالے سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کی طرف سے قائم کردہ عطیات عام طور پر مشہور ہیں۔ لہٰذا انہیں ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔[۱۵] امیر علی لکھتے ہیں کہ وقف کی قانونی حیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وضع کردہ اصولوں پر منحصر ہے۔ وقف کا اصول ایک مسلمان کی پوری مذہبی، سماجی اور معاشی زندگی سے جڑا ہوا ہے۔[۱۶] امیر علی مزید کہتے ہیں کہ وقف کی ابتداء نیک اور سخی طرز عمل سے ہوتی ہے، جو اسلام کی بنیادیں ہیں۔ سنت وقف کے جواز کے لئے ایک مضبوط بنیاد کے طور پر کام کرتی ہے کیونکہ متعدد محدثین واضح طور پر اس بات پر زور دیتے ہیں کہ وقف جائز ہے۔ وقف کی تشکیل بنیادی طور پر مذہبی وجوہات کی بنا پر کی گئی تھی، کیونکہ مذہب مسلمانوں کے سماجی اور فکری کاموں کے پیچھے محرک کے طور پر کام کرتا ہے۔[۱۷]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تین قسم کے اعمال یعنی الصدقہ الجاریہ، علم اور نیک اولاد کے دائمی فوائد پر زور دیتے ہوئے جو روایت نقل کی ہے وہ ان احادیث میں سے ایک ہے جو وقف کے

---

[۱۴] آل عمران: ۹۲

[۱۵] غلام عبدالحق محمد، احکام وقف، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ص ۳۴

[۱۶] Ali, Ameer, *Muhammadan Law*, New Delhi: Himalayan Books, Vol. I, 1985, pp. 192-194.

[۱۷] Laluddin, Hayatullah, *et. al. Op. Cit.*, pp.53-64

جواز کی عکاسی کرتی ہے۔ وقف حدیث میں مذکور الصدقہ الجاریہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورے کے بعد خیبر میں اپنے مال کے عطیات دینے کی روایت وقف کی قانونی حیثیت کے حق میں دوسری دلیل ہے۔[۱۸] اسلام کی ابتدائی تاریخ کے بہت سے اہم واقعات کو وقف کے قانونی نظام کے ارتقاء کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی مصادر میں وقف کے تصور کی تائید کرنے والے کچھ شواہد درج ذیل ہیں:

۱- مسجد قبا کی تعمیر کے لیے بنو عمرو بن عوف نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد زمین کا عطیہ دیا۔[۱۹]

۲- مدینہ کا ایک مشہور کنواں، جسے بیر الرومہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کا عطیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔[۲۰]

۳- مدینہ میں واقع اپنے رشتہ داروں کو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک باغ کا عطیہ۔[۲۱]

محمد ظفر عالم ندوی کے مطابق آل عمران کی آیت نمبر ۹۲ میں ہر قسم کا صدقہ شامل ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام خاص طور پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور اپنے محبوب ترین باغ کو صدقہ دینے کی خواہش کا اظہار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے بچوں کے لیے صدقہ کرنے کا مشورہ دیا۔[۲۲]

مسلم فقہاء نے مذکورہ بالا واقعات کے جواب میں وقف کا نظریہ تیار کیا۔ ان واقعات کے نتیجے میں مقدس وجوہات، سماجی ضروریات اور خاندانی وقف کی بنا پر وقف کا قیام عمل میں آیا۔ محمد ظفر عالم ندوی کے مطابق آیت ،يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ

---

[۱۸] *Idem*

[۱۹] Al Mubarakpuri, Safi-ur-Rahman, *The Sealed Nectar*, New Delhi: Islami Kitab Ghar, 2002, pp.214-215

[۲۰] البخاری: ۲۷۷۸

[۲۱] البخاری: ۲۷۵۸

[۲۲] محمد ظفر عالم ندوی، اسلام کا نظام وقف، مجلس صحافت ونشریات، لکھنؤ، ص ۳۴

(البقرہ: ۲۶۷) بھی اسی سمت کی طرف اشارہ کرتی ہے[۲۳]۔ان آیات کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی بہت سی احادیث میں اس کے جواز کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ محمد ظفر عالم ندوی علامہ ابن قدامہ المقدسی سے روایت کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں سب سے اہم ماخذ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مشورہ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها[۲۴]

(اگر چاہو تو اصل جائیداد اپنے قبضے میں روکے رکھو اور اس کے منافع کو خیرات کردو)

یہ وہ روایت ہے جو وقف کی دائمی حیثیت اور اس کی تقسیم کے بارے میں بات کرتی ہے۔ایک اور حدیث امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث سے پہلے نقل کی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی تمام نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں سوائے تین کے: صدقہ جاریہ، نفع بخش علم، یا ایک نیک بیٹا، جو اس کے لیے دعا کرے۔[۲۵]

اسی روایت کا ذکر امام ابوداؤد[۲۶]، امام ترمذی[۲۷] اور امام مسلم نے بھی کیا ہے۔یہاں صدقۂ جاریہ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جسے علماء نے وقف قرار دیا ہے، کیونکہ اس اصطلاح میں وقف کے ان اعمال کا احاطہ کیا گیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بار بار انسانیت کی خدمت کرنے والے اثاثوں کو چھوڑنا شامل ہے۔[۲۸]

وقف کے سلسلے میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ایک اور حدیث ہے جو خیبر میں عمرؓ کی

---

[۲۳] محمد ظفر عالم ندوی، اسلام کا نظام وقف، مجلس صحافت ونشریات، لکھنؤ، ص ۳۴-۳۵

[۲۴] البخاری: ۲۷۷۲

[۲۵] مسلم: ۱۶۳۱، ۴۲۲۳

[۲۶] ابوداؤد: ۲۸۸۰

[۲۷] الترمذی: ۱۳۷۶

[۲۸] Topbas, Osman Nuri, *Op. Cit.*, p.19.

سرزمین سے متعلق ہے:

عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی (جس کا نام ثمغ تھا) تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایک زمین ملی ہے اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تھا، آپ اس کے بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاہو تو اصل جائیداد اپنے قبضے میں روک رکھو اور اس کے منافع کو خیرات کر دو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس شرط کے ساتھ صدقہ (وقف) کیا کہ اصل زمین نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے اور نہ وراثت میں کسی کو ملے اور فقراء، رشتہ دار، غلام آزاد کرانے، اللہ کے راستے (کے مجاہدوں) مہمانوں اور مسافروں کے لئے (وقف ہے) جو شخص بھی اس کا متولی ہو اگر دستور کے مطابق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔[۲۹]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی وقف کی شرائط کا ایک ثبوت ہے کیونکہ امام بخاری نے کتاب الوصایا، باب: عطیات کے تحت اس پر بحث کی ہے۔ اسی روایت کو امام ابو داؤد[۳۰]، ترمذی[۳۱]، امام مسلم[۳۲]، امام نسائی[۳۳] اور ابن ماجہ نے بھی اس تبصرہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ متولی وقف سے اپنے لئے جمع کیے بغیر اس میں سے خرچ کر سکتا ہے لیکن اسے اپنے لیے آمدنی کا ذریعہ نہیں بنایا جاسکتا۔ وقف کا متولی وقف کی رقم کو فضول خرچی کے بغیر صرف بنیادی ضروریات کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔[۳۴] آخری حدیث جو نہ صرف وقف کی قانونی حیثیت کا ثبوت ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس ابہام کو بھی دور کرتی ہے کہ آیا کسی متوفی کے حق میں وقف قائم کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ قبیلہ بنی ساعدہ کے بھائی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی

---

(۲۹) البخاری: ۲۷۷۲

(۳۰) ابو داؤد: ۲۸۷۸

(۳۱) الترمذی: ۱۳۷۵

(۳۲) المسلم: ۱۶۳۱

(۳۳) نسائی: ۳۷۲۶

(۳۴) ابن ماجہ: ۲۳۹۶

ماں کا انتقال ہوا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر نہیں تھے (بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ دومۃ الجندل میں شریک تھے) اس لیے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور میں اس وقت موجود نہیں تھا تو اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! سعد رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف نامی ان کی طرف سے خیرات ہے۔

مذکورہ قرآنی آیات اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایات اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہیں کہ وقف ایک اسلامی مالیاتی ادارہ کی حیثیت سے اسلامی نظام کا لازمی جزو ہے تاکہ معاشرے کے ضرورت مند، غریب اور پسماندہ طبقوں کی مدد کی جاسکے۔۔ ایک مالیاتی ادارے کے طور پر وقف کی قانونی حیثیت کو قرآن وسنت دونوں کی تائید حاصل ہے۔